محمد وسیم اختر مفتی

ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا

(۲)

www.javedahmadghamidi.com
www.al-mawrid.org

رخصتی کے وقت حضرت عائشہ کی عمر

حضرت عائشہ خود فرماتی ہیں: نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کا نکاح ہوا تو وہ چھ برس کی تھیں، جب رخصتی ہوئی تو نو برس کی تھیں۔ میں آپ کے پاس نو سال رہی'' (بخاری، رقم ۵۱۳۳)۔ یہ روایت مستند ہے اور تمام اہل علم اسے مانتے آئے ہیں۔ گذشتہ دو صدیوں کے دوران میں مستشرقین اور مغرب کے صحافتی حلقوں کی جانب سے اسلام اور ازواج النبی پر مختلف اعتراضات والزامات کا سلسلہ شروع ہوا تو علما اور غیر ذی علم اہل ایمان نے ان کا رد کرنے کی کوشش کی۔ اس عمل میں بخاری کی اس روایت پر شک کے سائے پڑنے لگے۔ مدافعین کہتے ہیں کہ مذکورہ روایت کی وجہ سے ہمارے نبی محترم کی ذات نشانہ بنی ہے، اس لیے اسے ترک کرنا لازم ہے۔ اس موضوع پر رزاق الخیری نے 'مسلمانوں کی مائیں' اور حکیم نیاز احمد نے 'عمر عائشہ' (كشف الغمة عن عمر أم الأمة) تالیف کیں۔ مصر کے صحافی، ادیب اور شاعر عباس محمود العقاد (الصديقة بنت الصديق) نے بوقت رخصتی حضرت عائشہ کی عمر پندرہ برس بتائی، جب کہ حبیب الرحمان کاندھلوی (تحقیق عمر عائشہ) اور بریگیڈیر حامد سعید (میزان عمر عائشہ) نے انیس سال کا اندازہ لگایا۔

حدیث بخاری کے مخالفین کے دلائل یہ ہیں:

کم سن بچی سے نکاح مشاہدہ اور فطرت انسانی کے خلاف ہے۔ اگر ایسا واقعہ ہوا ہوتا تو معاندین اسلام ایک طوفان کھڑا کر دیتے۔

جو روایت عقل صریح کے خلاف ہو، باطل ہوتی ہے۔

اگر یہ روایت درست ہوتی تو کوئی تو صاحب عزیمت سنت پر عمل کرتے ہوئے اپنی نو سالہ بچی کو رخصت کرتا۔

کچھ راوی اسے حضرت عائشہ کا اور کچھ عروہ کا قول قرار دیتے ہیں۔ اس اختلاف نسبت کی بنا پر یہ حدیث موقوف ٹھیرتی ہے۔

عروہ بن زبیر سے ان کے بیٹے ہشام نے یہ حدیث روایت کی۔ ۱۳۱ھ تک وہ مدینہ میں رہے اور یہ روایت بیان نہ کی۔ پھر وہ بغداد منتقل ہوئے اور ۱۴۶ھ میں یہیں انتقال کیا۔ تب ان کا حافظہ خراب اور بینائی زائل ہو چکی تھی۔ اس دوران میں ان کی طرف سے یہ روایت سامنے آئی۔ ان کے اہم شاگرد امام مالک نے ان کی عراقی روایات کو نہیں لیا اور ابن حجر نے بھی اس دور کی روایات کو ناقابل اعتبار قرار دیا، مگر یہ روایت صحیح بخاری میں راہ پانے میں کامیاب ہو گئی۔

اس روایت کے نچلے تمام راوی کوفی یا بصری ہیں۔ ہشام کے شاگرد علی بن مسہر کوفی نے ۱۸۵ھ میں ان کی وفات کے انتالیس سال بعد اس روایت کو مشتہر کیا۔ روایت کی دوسری سند 'زهري عن عروة بن هشام' ہے، لیکن زہری کا عروہ سے سماع ہی ثابت نہیں۔

سورۂ قمر ۴ نبوی میں نازل ہوئی۔ حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ میں اس وقت لڑکی بالی تھی اور کھیلتی پھرتی تھی۔ اس حساب سے ہجرت کے وقت ان کی عمر سترہ سال بنتی ہے۔

حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ جب سے میں نے ہوش سنبھالا، اپنے والدین کو دین پر کاربند ہی دیکھا ہے۔ کوئی دن ایسا نہ گزرتا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صبح وشام ہمارے گھر نہ آتے ہوں۔ وہ ہجرت حبشہ، حضرت ابوبکر کے ابن دغنہ کی پناہ میں آنے، ہجرت مدینہ کے واقعات اور سراقہ کا قصہ اس طرح بتاتی ہیں جیسے کوئی عاقل و بالغ اپنا مشاہدہ بیان کرتا ہے۔

حضرت اسامہ کو چوٹ آئی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ کو ان کا منہ صاف کرنے کا حکم دیا۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ حضرت عائشہ سے کافی چھوٹے تھے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات حسرت آیات کے وقت وہ اٹھارہ برس کے تھے۔ اس لحاظ سے تب حضرت عائشہ کی عمر اٹھائیس سال بنتی ہے۔

حضرت عائشہ غزوۂ بدر میں شریک تھیں۔ نو سال کی بچی میدان جنگ میں نہ جا سکتی تھی، جب کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کئی نابالغ لڑکوں کو واپس کر دیا تھا۔ یہ دعویٰ حبیب الرحمان کاندھلوی کے سوا کسی نے نہیں کیا۔

حضرت عائشہ نے جنگ احد میں زخمیوں کو پانی پلایا اور ان کی تیمارداری کی۔ نو عمر لڑکی کے لیے مشکیں بھر بھر کر لانا

www.al-mawrid.org
www.javedahmedghamidi.com

ممکن نہ تھا۔

حضرت عائشہ اپنی بہن حضرت اسماء سے دس سال چھوٹی تھیں۔ ان کا انتقال ۷۳ھ میں سو سال کی عمر میں ہوا۔ ہجرت مدینہ کے وقت ان کی عمر ستائیس برس تھی، اس طرح اس وقت حضرت عائشہ کی عمر اٹھارہ برس بنتی ہے۔

طبری کہتے ہیں کہ حضرت ابوبکر کی تمام اولاد زمانۂ جاہلیت میں ہوئی۔ اس طرح رخصتی کے وقت حضرت عائشہ کی عمر پندرہ سال بنتی ہے۔ عمار خان ناصر کہتے ہیں کہ یہ مولانا کاندھلوی کا سوء فہم ہے۔ طبری کا مطلب ہے کہ ان کی تمام اولاد ان دو بیویوں سے ہوئی جن سے وہ زمانۂ جاہلیت میں نکاح کر چکے تھے۔

'اَلسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ'* کی فہرست میں بیسویں نمبر پر حضرت عائشہ کا نام درج ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ بعثت نبوی کے وقت وہ اتنی سوجھ بوجھ رکھتی تھیں کہ دین اسلام اختیار کر لیا۔

حضرت ابوبکر نے حبشہ کی طرف ہجرت کا ارادہ کیا تو چاہا کہ اپنی بیٹی عائشہ کو، جن کی نسبت جبیر بن مطعم کے ساتھ طے ہو چکی تھی، رخصت کر دیں۔ انھوں نے جبیر کے والد مطعم بن عدی سے بات کی تو اس نے یہ کہہ کر انکار کر دیا کہ تمھاری بیٹی ہمارے بیٹے کو بھی بے دین بنا دے گی۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ام المومنین اس وقت کوئی چھوٹی بچی نہیں، بلکہ جوان اور رخصتی کے قابل تھیں۔ یہ خلط بحث ہے۔ اس واقعے کا ہجرت حبشہ سے کوئی تعلق نہیں۔ حضرت ابوبکر رخصتی کے لیے نہیں، بلکہ اپنے وعدے سے بری الذمہ ہونے کے لیے گئے تھے۔

حضرت عثمان بن مظعون کی اہلیہ حضرت خولہ نے رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت عائشہ کا رشتہ تجویز کیا تو کنواری باکرہ (بکر) کا لفظ استعمال کیا۔ یہ لفظ ایسی کنواری کے لیے بولا جاتا ہے جو بالغ ہو۔ نابالغ لڑکی کو 'جاریة' کہا جاتا ہے۔

حضرت ابوبکر اپنی بیٹی کی رخصتی کے لیے ہرگز اصرار نہ کرتے اگر وہ نابالغہ ہوتی۔

کنواری لڑکی (بکر) سے اجازت لینے کی شرط اسی لیے لگائی گئی ہے کہ وہ بالغہ ہے۔ اس سے نکاح صغیرہ کا مسئلہ باطل قرار پاتا ہے۔ قرآن مجید کہتا ہے کہ یتیموں کی شادی اس وقت کرو جب وہ بالغ ہو جائیں: 'حَتّٰٓی اِذَا بَلَغُوا النِّکَاحَ' (النساء ۴: ۶)۔

ہجرت مدینہ کے بعد بخار میں مبتلا اہل خانہ کی تیمارداری کے لیے حضرت عائشہ کی ذمہ داری تبھی لگائی گئی، کیونکہ پختہ عمر کو پہنچ چکی تھیں۔

---

* التوبہ ۹: ۱۰۰۔

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

حضرت عائشہ فقیہہ، عالمہ و فاضلہ تھیں۔ مدینہ منورہ میں علم انساب، تاریخ اور شاعری کی تحصیل کا موقع نہ تھا۔ یہ علوم لازماً انھوں نے ہجرت سے قبل اپنے والد سے سیکھے ہوں گے۔ تب ان کی عمر بھی زیادہ رہی ہو گی۔

حضرت عائشہ میں مامتا کا جذبہ تھا، اسی لیے اپنے بھانجے کو بیٹا بنا لیا اور ان کے نام پر ام عبداللہ کنیت اختیار کر لی۔ انھوں نے ایک انصاریہ کی پرورش بھی کی۔ ایک نو عمر لڑکی میں یہ جذبات نمایاں نہیں ہوتے۔

حضرت بشر بن عقربہ کے والد نے غزوۂ احد میں شہادت پائی۔ وہ رو رہے تھے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو دلاسا دیا۔ کیا تو اس پر راضی نہیں کہ میں تیرا باپ بنوں اور عائشہ تمھاری ماں ہو۔ یہ ارشاد ایک دس سالہ بچی کے بارے میں نہیں فرمایا جا سکتا تھا۔

عرب میں اس سے پہلے کم سن لڑکیوں کو بیاہنے کا رواج نہ تھا۔

امت مسلمہ میں اس روایت کے خلاف عملی اجماع رہا ہے اور کسی نے اپنی نو سالہ لڑکی کو شادی کے لیے پیش نہیں کیا۔

عربی میں چھ کے لیے 'ستة' اور سولہ کے لیے 'ستة عشر' کے لفظ بولے جاتے ہیں۔ اسی طرح نو کو 'تسعة' اور انیس کو 'تسعة عشر' بولا جاتا ہے۔ امکان غالب ہے کہ کسی راوی نے بھول کر یا عمداً 'ستة عشر' اور 'تسعة عشر' کے دوسرے جزو کو اڑا دیا اور سولہ، چھ اور انیس، نو بن گیا۔

امام بخاری اپنی صحیح کی تکمیل و تسوید میں مشغول تھے کہ ان کی وفات ہو گئی۔ اس لیے وہ روایات بھی اس میں در پا گئیں جو درایت پر پوری نہ اترتی تھیں۔ انھیں سیرت النبی اور تاریخ اسلام سے متعلق روایتوں کو پرکھنے کا موقع نہ ملا۔

۱۸۰ھ میں نقد حدیث کے ضوابط سامنے آئے، تاہم تب بھی علم تقویم اور علم ریاضی کو مکمل طور پر نظر انداز کر دیا گیا۔ اس طرح مختلف واقعات گڈمڈ ہو گئے اور ان کا زمانی بعد مٹ گیا۔ بخاری کی اس روایت میں استنتاج (personal inference)، تلفیق (conjoining the events) اور ادراج (insertion) سے کام لیا گیا ہے۔

نکاح اور رخصتی کے وقت حضرت عائشہ کی عمر کا تعین کرنے کے لیے ہمارے پاس اس روایت کے علاوہ کوئی ذریعہ نہیں۔ اس روایت کو فن رجال اور علم حدیث کے ماہرین نے درست اور صحیح مانا ہے، یہی وجہ ہے کہ اس پر طعن کو انکار حدیث کے مترادف سمجھا گیا۔ محمد عمار خان ناصر نے اس موضوع پر ایک مضمون لکھا جو فروری ۲۰۱۲ء کے ماہنامہ 'اشراق' میں چھپا۔ اس مضمون کا تتمہ (concluding remark) ہم نقل کیے دیتے ہیں:

"...رخصتی کے وقت ام المومنین رضی اللہ عنہا کی عمر کے متعلق تاریخی طور پر وہی بات مستند ہے جو عام طور پر مانی جاتی ہے۔ اس مضمون کی روایات پر جو اعتراضات کیے گئے ہیں، نہ تو ان میں علمی طور پر کوئی وزن ہے اور نہ وہ دلائل

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

ہی لائق اعتنا ہیں جو ام المومنین کی عمر کو تاریخی طور پر اس سے زیادہ ثابت کرنے کے لیے پیش کیے گئے ہیں۔ رخصتی کے وقت ان کی عمر نو سال ہونے کی روایات خود ام المومنین سے اتنی کثرت سے مروی ہیں کہ ان کے مقابلے میں پیش کیے گئے تاریخی قیاسات یا بعض مبہم و محتمل بیانات کوئی وقعت ہی نہیں رکھتے۔ جن اہل علم نے اس ضمن میں متبادل تحقیق پیش کرنے کی کوشش کی ہے، ان کا جذبہ محرکہ بے حد قابل قدر ہے، تاہم علم و عقل اور دیانت و انصاف کا تقاضا یہی ہے کہ تاریخی حقائق کو اسی طرح تسلیم کر کے جس طرح وہ واقع میں رونما ہوئے، انھیں سمجھنے کی کوشش کی جائے، نہ یہ کہ ایک مخصوص تاثر کے تحت کمزور اور واہی استدلالات کا سہارا لے کر انھیں جھٹلانے کی سعی شروع کر دی جائے۔''(۶۱)

جنگ احد

اس غزوہ میں حضرت عائشہ اور حضرت انس بن مالک کی والدہ حضرت ام سلیم (اصل نام: رمیصا یا رمیلہ) نے بڑی چوکسی سے سپاہ اسلام کی خدمت کی۔ جنگ کے دن وہ اپنی کمر پر پانی کے مشکیزے لادے پانی سپاہیوں کے منہ میں انڈیلتی رہیں۔ پانی ختم ہوتا تو پھر بھرنے دوڑ پڑتیں۔ ایک روایت کے مطابق حضرت عائشہ جنگ کے حالات جاننے کے لیے گھر سے نکلیں۔ راستے میں انھیں حضرت عمرو بن جموح کی اہلیہ ملیں اور انھوں نے بتایا کہ اللہ نے رسول پاک کا دفاع کیا، لیکن کچھ مسلمان شہید ہو گئے۔

www.javedahmadghamidi.com www.al-mawrid.org

حضرت شماس بن عثمان مخزومی حضرت ام سلمہ کے چچا زاد تھے۔ جنگ بدر میں شریک ہوئے۔ غزوۂ احد میں انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بھرپور دفاع کیا۔ آپ دائیں بائیں جدھر دیکھتے، حضرت شماس تلوار زنی کرتے دکھائی دیتے۔ جس وقت آپ پر غشی طاری ہوئی، آپ کو بچاتے بچاتے انھیں بھی کاری ضرب لگی۔ انھیں جان کنی کے عالم میں مدینہ لے جایا گیا اور حضرت عائشہ کے حجرے میں رکھا گیا۔ ام المومنین حضرت ام سلمہ نے اعتراض کیا کہ میرے چچا زاد کی دیکھ بھال کی ذمہ داری میرے علاوہ کسی کو کیوں دی گئی ہے؟ آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ ان کو ام سلمہ کے کمرے میں منتقل کر دیا جائے۔ اگلے دن ان کی وفات ہو گئی اور ان کو احد کے دامن میں دفن کر دیا گیا۔

حضرت زینب سے عقد

۵ھ: ہجرت کے بعد آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زید بن حارثہ کی عزت افزائی کے لیے ان کی شادی

اپنی پھوپھی زاد حضرت زینب بنت جحش سے کی تو ان کے بھائی حضرت عبداللہ بن جحش نے اعتراض کیا۔ان کا کہنا تھا کہ زینب بنو اسد کی آزاد عورت ہیں، جب کہ زید ایک آزاد کردہ غلام ہیں، اس لیے ان دونوں میں کفاءت نہیں۔ خود زینب بھی اس رشتے پر راضی نہ تھیں،لیکن آپ کے فیصلے اور اللہ تعالیٰ کے ارشاد 'وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗٓ اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ'، ''کسی مومن مرد اور مومنہ عورت کے لیے جائز نہیں کہ جب اللہ اور اس کا رسول کوئی حکم دے دیں تو وہ اپنے معاملے میں خود اختیاری کریں'' (الاحزاب ۳۳: ۳۶) پر خاموش رہی تھیں۔اپنے مزاج کی تیزی کی وجہ سے وہ شادی کے بعد بھی اپنے حسب ونسب پر فخر کرتی رہیں، اس لیے زید نے انھیں طلاق دینے کا ارادہ کر لیا،لیکن پہلے آپ سے مشورہ کیا۔آپ نے فرمایا: 'اَمْسِكْ عَلَيْكَ زَوْجَكَ وَاتَّقِ اللّٰهَ'، ''اپنی بیوی کو اپنے پاس رکھو اور اللہ سے ڈرتے رہو'' (الاحزاب ۳۳: ۳۷)۔ایک سال سے کچھ اوپر وقت گزرا تھا اور ابھی کوئی اولاد نہ ہوئی تھی کہ یہ شادی طلاق پر منتج ہوئی۔تب آپ نے زینب کو اپنی زوجیت میں لینے کا فیصلہ کیا، کیونکہ ایک منہ بولے بیٹے کی مطلقہ کی حرمت کو ہمیشہ کے لیے ختم کرنا مقصود تھا۔اللہ کے ارشاد 'وَتُخْفِيْ فِيْ نَفْسِكَ مَا اللّٰهُ مُبْدِيْهِ وَتَخْشَى النَّاسَ'، ''آپ اپنے دل میں وہ چھپائے ہوئے تھے جسے اللہ ظاہر کرنے والا تھا اور آپ لوگوں سے خائف ہو رہے تھے'' (الاحزاب ۳۳: ۳۷) کا مطلب ہے کہ اللہ کی طرف سے آپ کو وحی آ چکی تھی کہ زینب کو طلاق ہو گی اور آپ کو ان سے نکاح کرنا ہو گا،لیکن آپ سمجھتے تھے کہ اس سے کفار و منافقین کو طعن و تشنیع کا موقع ملے گا، اس لیے ظاہر نہ فرمانا چاہتے تھے۔حضرت عائشہ فرماتی ہیں: آپ میرے ساتھ گفتگو فرما رہے تھے کہ اچانک وحی نازل ہوئی۔کیفیت وحی ختم ہونے کے بعد آپ مسکرائے اور فرمایا: کون زینب کو یہ خوش خبری سنائے گا کہ اللہ نے میرے ساتھ اس کا عقد طے کر دیا ہے۔مجھے زینب کے حسن و جمال کا خیال آیا اور ان کی یہ فوقیت بھی کہ اللہ نے ان کا رشتہ طے کیا ہے۔آپ کی باندی سلمیٰ نے یہ خوش خبری ان کو سنائی۔جب زینب کی عدت پوری ہو گئی تو آپ نے زید ہی کو ان کے پاس بھیجا اور فرمایا: جاؤ، اس کے سامنے میرا ذکر کرو۔زینب نے کہا: میں کوئی فیصلہ نہ کروں گی حتیٰ کہ اپنے رب سے مشورہ نہ کر لوں۔وہ اپنے مصلے کی طرف گئی تھیں کہ قرآن مجید کا حکم نازل ہو گیا (مسلم، رقم ۳۴۹۱)۔

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

غزوۂ خندق

اس جنگ میں حضرت عائشہ مدینہ کے محفوظ ترین مقام قلعۂ بنو حارثہ میں منتقل ہو گئی تھیں۔حضرت سعد بن معاذ کی والدہ حضرت کبشہ بنت رافع بھی ان کے ساتھ تھیں۔حضرت سعد بن معاذ وہاں سے گزرے، ان کی زرہ سکڑ کر

چھوٹی ہو چکی تھی اور ساری پسلیاں باہر نکلی ہوئی تھیں، نیزہ ہاتھ میں پکڑے اسے گھما رہے تھے۔حضرت عائشہ نے کہا: واللہ، میری خواہش تھی کہ کاش، ان کی زرہ نے ان کا جسم ڈھانپا ہوتا، کہیں انھیں تیر ہی نہ لگ جائے۔ایسا ہی ہوا، ایک تیر آ کر لگا اور ان کے بازو کی بڑی رگ (اکحل) کٹ گئی۔آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے دوبار آگ سے دغوایا (آج کی زبان میں cauterization کرائی) لیکن خون بند نہ ہوا اور حضرت سعد شہید ہو گئے۔مسند احمد کی روایت میں ہے، (اسی دن) حضرت عائشہ قلعے سے نکل کر ایک باغ میں آ گئیں جہاں کئی مسلمان جمع تھے۔حضرت عمر نے انھیں ڈانٹنا شروع کر دیا، آپ بہت دلیری دکھاتی ہیں، کوئی مصیبت آن پڑے یا آپ گم ہو جائیں۔حضرت عمر کی ملامت جاری رہی، حتیٰ کہ حضرت عائشہ شرم سے گڑ گئیں۔حضرت طلحہ نے انھیں منع کیا اور کہا: عمر، اللہ رحم کرے، آپ نے بہت کچھ کہہ دیا۔گم ہو کر اللہ ہی کے پاس جائیں گی (مسند احمد، رقم ۲۵۰۹۷۔مسند اسحاق بن راہویہ، رقم ۱۱۲۶)۔

غزوۂ بنو قریظہ

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

۵ھ: حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ جنگ خندق سے واپسی پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گھر میں تشریف لائے۔ آپ نے اسلحہ اتار کر غسل فرمایا اور آرام کرنے لگے تھے کہ ایک شخص نے آ کر سلام کیا۔آپ گھبرا کر اٹھے اور اس کے پیچھے چل پڑے۔مجھے وہ شخص دحیہ کلبی کی طرح لگتا تھا، لیکن آپ نے بتایا کہ یہ جبرئیل ہیں اور مجھے بنو قریظہ پر حملہ کرنے کا حکم سنایا ہے، فرمایا: تو نے بڑی خیر کی بات دیکھی، جبرئیل کو دیکھ لیا۔کچھ دیر کے بعد کہا: یا عائش، جبرئیل تمھیں سلام کہہ رہے تھے۔حضرت عائشہ نے کہا: آپ وہ دیکھ لیتے ہیں جو ہم نہیں دیکھ سکتے۔'وعليه السلام و رحمة الله و بركاته' (بخاری، رقم ۳۷۶۸۔مسند احمد، رقم ۲۵۰۹۷۔مسند اسحاق بن راہویہ، رقم ۱۱۲۶)۔

غزوۂ بنو قریظہ میں ایک ہی عورت کو قتل کیا گیا۔اس نے حضرت خلاد بن سوید پر چکی کا پاٹ گرا دیا تھا جس سے وہ شہید ہو گئے۔قصاص میں اس کی گردن اڑا دی گئی۔جس وقت بنو قریظہ کے چار سو سے زیادہ مردوں کو قتل کیا جا رہا تھا، وہ حضرت عائشہ کے ساتھ بیٹھی ہنسی مذاق میں مشغول تھی۔جب اس کا نام پکارا گیا تو حضرت عائشہ نے پوچھا: تمھارا نام کیوں؟ کہا: میں قتل ہونے جا رہی ہوں۔انھوں نے سوال کیا: کیوں؟ اس نے جواب دیا: میں نے کام ہی ایسا کیا ہے، پھر خوشی خوشی قتل گاہ کی طرف چل پڑی۔حضرت عائشہ کہتی ہیں: مجھے اس کی اس کیفیت پر بڑا تعجب ہوا، میں اس واقعے کو بھول نہ پاؤں گی۔

بنو قریظہ کا معاملہ نمٹتے ہی حضرت سعد بن معاذ کا جنگ احزاب میں لگا ہوا رگ اکحل کا زخم پھٹ پڑا۔دم آخریں

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت ابوبکر اور حضرت عمر مسجد نبوی میں لگے خیمے میں ان کے پاس تھے۔ حضرت عائشہ فرماتی ہیں: میں نے دونوں اصحاب کی آہ وبکا کی آواز اپنے حجرے میں سنی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میت پر روتے نہ تھے، مغموم ہوتے تو آپ اپنی ریش مبارک تھام لیتے (مسند احمد، رقم ۲۵۰۹۷۔ المعجم الکبیر، طبرانی، رقم ۵۳۳۰۔ مسند اسحاق بن راہویہ ۱۷۲۲)۔

مطالعۂ مزید: السیرۃ النبویۃ (ابن ہشام)، الطبقات الکبریٰ (ابن سعد)، الجمل من انساب الاشراف (بلاذری)، تاریخ الامم والملوک (طبری)، الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب (ابن عبدالبر)، المنتظم فی تواریخ الملوک والامم (ابن جوزی)، الکامل فی التاریخ (ابن اثیر)، اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ (ابن اثیر)، تہذیب الکمال فی اسماء الرجال (مزی)، سیر اعلام النبلاء (ذہبی)، البدایۃ والنہایۃ (ابن کثیر)، الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ (ابن حجر)، تہذیب التہذیب (ابن حجر)، اردو دائرۂ معارف اسلامیہ (مقالہ، امین اللہ وثیر)، تحقیق عمر عائشہ (حبیب الرحمان کاندھلوی)، میزان عمر عائشہ (بریگیڈیر حامد سعید)، Wikipedia, the free encyclopedia، رخصتی کے وقت ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی عمر (محمد عمار خان ناصر)۔

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

[باقی]